



# میرکل کمپنیوں سے مالی تعاون کا حصول اور اسلامی نقطہ نظر

مرتبہ: ڈاکٹر عطاء الرحمن

پیما پبلیکیشنز

# میڈیکل کمپنیوں سے مالی تعاون کا حصول

اور

## اسلامی نقطہ نظر

مرتبہ: ڈاکٹر عطاء الرحمن

پیما پبلی کیشنز

پیماوس-B-516، بلاکس-K، جوہر ٹاؤن لاہور۔ فون: 042-36130603

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : میڈیکل کپنیوں سے مالی تعاون کا حصول اور اسلامی نقطہ نظر  
 مرتبہ : ڈاکٹر عطاء الرحمن  
 طبع دوم : جون 2011ء  
 تعداد : 1100  
 ناشر : پیکا پبلی کیشنز، پیکا ہاؤس B-516، بلاک K، جوہر ٹاؤن لاہور  
 قیمت : 40/- روپے

## پیش لفظ

اسلام کی نظر میں ڈاکٹروں کے لیے میڈیکل کمپنیوں سے تعاون لینا کیا ہے؟ اسلام کی نظر میں میڈیکل کمپنیوں سے مالی تعاون کی کیا حقیقت ہے؟ اس موضوع پر ایک اللہ سے ڈرنے والا ڈاکٹر ہمیشہ فکر مندر رہتا ہے۔ اس لیے پاکستان اسلامک میڈیکل ایوسی ایشن کی مرکزی جلس شوریٰ میں بھی اس موضوع پر کئی مرتبہ بحث ہوئی۔ شوریٰ نے اجلاس سورج ۲۰۰۳ء میں فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ پر گہری نظر سے تحقیق کی جانی چاہیے۔ اجلاس میں اس موضوع پر دو مقاصد معین کیے گئے تھے۔ نمبر ۱۔ ایک ڈاکٹر کو اس معاملے میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ نمبر ۲۔ اجتماعی دائرے میں تنظیم کو، اس کے ارکان کو اور اس کے اداروں کو اس معاملے میں کس طرح کی روشن اختیار کرنی چاہیے؟ اس کام کے لیے میری ذمہ داری لگائی گئی۔ میں نے اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے ۱۲ سوالات مرتب کیے اور پورے پاکستان میں ارکان کو تحریری طور پر بھجوادیے۔ جس کے جواب میں ۵۵ افراد نے اپنی آراء بھجوائیں۔ جن میں ڈاکٹر فضل عظیم، ڈاکٹر مقبول شاہد، ڈاکٹر عبدالعزیز ضیاء، ڈاکٹر راشد ایم خان اور ڈاکٹر فضح ہاشمی شامل تھے۔ پہلی اشاعت میں یہی چند آراء شامل کی گئی تھیں۔ پروفیسر ریسیف اقبال ہاشمی صاحب نے ان کو پرنسٹ کروا کے تقسیم کر دیا۔ پھر ایک سال بعد سیمینار منعقد کیا گیا۔ جس میں چار منتخب گروپس کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ جن میں (۱) علماء کرام، (۲) ڈاکٹرز، (۳) فارماسیوٹیکل انڈسٹریز کے نمائندے اور (۴) مریضوں کے نمائندے شامل تھے۔ اور اس طرح چار حصوں میں سوالات تقسیم کر کے بحث کی گئی اور اس دورانِ دو مزید علماء مولوی عبدالصمد صاحب تیرگرہ دیر اور مولوی شمس الحق حنفی صاحب کی طرف سے جواب ملے۔ ایک فارماسیوٹیکل کمپنی کی طرف سے بھی ڈاکٹر انجمن رشید صاحب کا تحریر کردہ جواب موصول ہوا۔ اس پورے سیمینار کی روپرangi ماہنامہ Doctor نے اپنی اشاعت میں تین صفحات میں کی جو بہر حال

مکمل نہ تھی۔ اب ان سوالات اور ان کے جوابات کو نئی ترتیب سے پیش کیا جا رہا ہے۔ مرتب کرنے میں اختصار کو ضرورت کی وجہ سے مد نظر رکھا گیا ہے۔ غلط اور کوتاہی پر اللہ سے معافی کا خواستگار ہوں، نشاندہی اس لیے ضروری ہے تاکہ آئندہ اصلاح ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین

ڈاکٹر عطاء الرحمن

۱۵ اپریل ۲۰۰۸ء

### فہرست شریک سیمینار علماء

(۱) مفتی غلام الرحمن صاحب، پشاور۔

(۲) مولانا ڈاکٹر عصمت اللہ، اسلام آباد۔

(۳) مولانا ڈاکٹر عبدالستین، کوئٹہ۔

(۴) مولانا انوار الحق حقانی صاحب، کوئٹہ۔

(۵) ڈاکٹر امیں احمد صاحب، اسلام آباد۔

(۶) ڈاکٹر طاہر منصوری، اسلام آباد۔

(۷) ڈاکٹر طفیل احمد صاحب، اسلام آباد۔

(۸) مولانا اسلم صدیقی صاحب، لاہور۔

# فہرست مضمایں

7	پہلا باب:
7	سوالات
9	ابتدائی۔ بنیادی سوال (تجارت، علاج، خدمت اور عیادت)
9	فصل ۱: کیا علاج تجارت ہے یا خدمت، یہ عیادت کیا ہے؟
10	فصل ۲: عیادت کے مختلف شرعی اصول؟
11	فصل ۳: تجارت اور خدمت میں کیا فرق ہے؟
12	فصل ۴: مال شریعت میں کس کو کہتے ہیں؟
14	دوسرا باب:
14	ڈاکٹروں کو انفرادی طور پر میڈیکل کمپنیوں سے کیا مسائل درپیش ہیں؟
14	فصل ۱: نیت اور ارادہ۔ انسانی زندگی کی اہمیت اور اسلام کے اصول۔ اخوت اور عدل
16	فصل ۲: خیانت کا اصل سبب ایک برجی سونج۔ لائق اور ہوس
17	فصل ۳: علم ڈاکٹری اور علاج ڈاکٹری کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
17	فصل ۴: شریعت کے مقاصد، ضابطے اور قواعد کیا ہیں؟
17	فصل ۵: ڈاکٹروں کا دوساز کمپنیوں سے انفرادی مراعات کا شرعی حکم کیا ہے؟
19	فصل ۶: ہدیہ اور رشتہ میں کیا فرق ہے؟
21	فصل ۷: ذاتی خدمت کے لیے معاونت لینا۔
22	فصل ۸: تشہیر، تعلیم اور علمی تخصص کے سلسلے کی خدمات۔

22	فصل ۹: کمیشن کے نام پر بدعنوں۔
27	فصل ۱۰: مہنگی دوا تجویز کرنا۔
30	<b>تیسرا باب:</b>
30	ڈاکٹروں کا دو اساز کمپنیوں سے اجتماعی امور میں مراعات لینا
30	فصل ۱: وارڈوں کی اصلاح اور مریضوں کی ضروریات کے لیے مراعات لینا۔ کافنس یا علمی سیمینار کا انعقاد کرنا اور شرکاء کے اخراجات کا بندوبست کرنا۔
31	<b>چوتھا باب:</b>
31	دو اساز کمپنیوں کے نظام اور اس میں ملازم نمائندوں کی ملازمت کا شرعی حکم۔
31	فصل ۱: دوا کی تشبیر کے لیے کمپنی کا بجٹ بنانا۔
33	فصل ۲: کمپنی کے نمائندے کی ملازمت، اس کے فرائض اور اس کا کمیشن۔
35	فصل ۳: کمپنی کا دوا کوستا کرنے کے لیے ناجائز راستوں کا اختیار کرنا۔
36	<b>پانچواں باب:</b>
36	مریض سے متعلق سوالات اور امور۔
36	فصل ۱: مریض کا علاج سے انکار کا شرعی حکم، علاج کی اصل ذمہ داری کس کی ہے؟
38	فصل ۲: مریض کا علاج کے لیے بھیک مانگنا، چوری کرنا، ادا بیگی کی استطاعت نہ ہوتے ہوئے قرض لینا۔

## پہلا باب

### سوالات:

الف۔ ایک ڈاکٹر کو دوا ساز کمپنیوں سے انفرادی دائرے میں کون سے سوالات کا سامنا ہے؟

سوال نمبر۱: کیا میڈیکل کمپنیوں کی رقم سے کوئی ڈاکٹر انفرادی دائرے میں جہاز کا نکٹ، گاڑی، نقد رقم، ہوٹل میں قیام کے اخراجات، ان کی گاڑی کا استعمال، بال پاؤٹ، ان کی دعوتوں سے استفادہ کر سکتا ہے؟ کیا یہ جائز ہے؟

سوال نمبر۲: کیا ڈاکٹروں کو کمپنیوں کے نمائندوں سے ملنا چاہیے یا نہیں؟ ملاقات پر دیتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ Sample

سوال نمبر۳: بازار میں ایک ہی دو مختلف کمپنیوں کی طرف سے مختلف قیمتوں پر دستیاب ہے، کیا مہنگی دو لکھی جاسکتی ہے جبکہ مہنگی اور سستی کا اثر ایک جیسا ہو، کیا اثر انگیزی کی بنیاد پر مہنگی دو لکھی جائے تو گناہ کا احتمال ہو گا یا نہیں؟ اس معاملے میں کیا احتیاطی مذایر اختیار کرنی چاہیں؟

سوال نمبر۴: اگر ایک کمپنی کی دو امعiarی بھی ہو ستی بھی ہو اور وہ کمپنی اپنے حاصل شدہ منافع میں سے انفرادی یا اجتماعی طور پر کسی ڈاکٹر کو رقم دے یا مالی تعاون کرے، جس میں صرف یہ مطلوب ہو کہ وہ دوسری مہنگی یا غیر معیاری دو اہم لکھے گا اور ان کی صحیح دو ایجمنے میں مدد و معاون ہو گا۔ کمپنی سے ایسا تعاون لینا ڈاکٹر کے لیے جائز ہے یا نہیں؟

ب۔ ایک ڈاکٹر کو دوا ساز کمپنیوں سے اجتماعی دائرے میں کون سے سوالات کا سامنا

ہے؟

**سوال نمبر ۵:** کیا اجتماعی دائرے میں کارخیر کے لیے رقم، مریض کے لیے دوا، علمی اجتماعات کا انعقاد، سینما یا علمی تحقیقی کاموں کے بین الاقوامی پروگرامات میں پانر شپ لی جاسکتی ہے؟

**سوال نمبر ۶:** کیا اجتماعی دائرے کے کسی بھی قسم کے کاموں کے لیے ان سے تعاون کی رقم لینا جائز ہے؟

ج۔ فارماسیونیکل کمپنی کے نظام اور اس سے وابستہ ملازموں اور نمائندوں سے متعلق مسائل۔

**سوال نمبر ۷:** کمپنیوں کی طرف سے دوا کی مارکینگ یعنی تشویہ کے لیے جو رقم منقص ہوتی ہے اس مقصد کے لیے رقم کا بجٹ میں رکھنا حرام تو نہیں؟ کیونکہ اس کے ذریعے سے ہی ڈاکٹروں کو اپنی مخصوص دوایی بخشنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

**سوال نمبر ۸:** اپنے منافع میں سے مارکینگ کے لیے جو رقم کمپنیوں نے رکھی ہوتی ہے اگر کسی ڈاکٹر کو استعمال کے لیے یہ رقم دےتاکہ وہ اس کمپنی کی دوا مریضوں کو لکھے۔ کیا یہ رقم لینا جائز ہے؟ اگر اس رقم سے عمرہ کر دیا جائے یا حج کی دعوت دی جائے تو شرعی حکم کیا ہوگا؟

**سوال نمبر ۹:** اسلام میں مارکینگ یعنی اپنے مال کو بخشنے کے لیے اور ان کی خوبیوں کو بیان کرنے کے لیے کمپنی کے جو ملازم ہیں کیا ان کی ملازمت جائز ہے؟ جبکہ وہ صرف اپنی دوا کی تعریف و توصیف اور اثر انگیزی بتاتے ہیں جو درست ہو۔

**سوال نمبر ۱۰:** دوسرا دوا جو موثر اور سستی ہو اگر اس کا ذکر (مارکینگ والے) نہ کریں تو خدا کے حضور مجرم ہوں گے یا نہیں؟

**سوال نمبر ۱۱:** کوئی اور مقابل دوا موجود نہ ہو تو بھی کیا یہ بیان کرنا جائز ہے۔

**سوال نمبر ۱۲:** کمپنیوں کو دو اتنا نے، بخشنے اور اس کا بجٹ طے کرنے میں کن اخلاقیات کا خیال رکھنا چاہیے؟

**سوال نمبر ۱۳:** ایک کمپنی نیکس، کشم ڈیوٹی چاکر یا دوسرے ذرائع سے سستی دو اتنا کر

نیچتی ہے جو پڑا شر ہے اور دوسرا کمپنی بھی وہی دو ابنا تی ہے مگر کامل ایمانداری کی وجہ سے وہ مہنگی پڑتی ہے، ایسی صورت میں بازار کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ کیا وہ دو ابنا نی چھوڑ دی جائے؟ غلط ذرائع کا استعمال کیا جائے یا مہنگی دو اتیار کر کے سستی بیج کر نقصان اٹھایا جائے؟ ایسے حالات کا مقابلہ شرعاً کیسے کیا جاسکتا ہے؟

د۔ مریضوں سے متعلق سوالات۔

سوال نمبر ۱۲: مریض اگر دو اس تعمال نہ کرے اور علاج نہ کرائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ دو مہنگی ہونے کی وجہ سے نہ خریدے اور اس کی موت واقع ہو جائے تو اس کی موت کا ذمہ دار کون ہے؟ کمپنی یا ہسپتال، ڈاکٹر، حکومت یا وہ خود۔ کیا قرض لے کر دو خریدے جس کے بارے میں اسے معلوم ہو کہ وہ قرض واپس نہیں کر سکے گا۔ کیا وہ بھیک مانگ سکتا ہے؟ یا کیا وہ چوری کر سکتا ہے؟

### ابتدائی۔ بنیادی سوال:

کیا تجارت خدمت میں شمار ہوتی ہے؟ اگر ہوتی ہے تو اس پر خدمت کے ضوابط جاری ہوں گے یا تجارت کے؟ اگر خدمت کے ضوابط جاری ہوں گے تو طب کا شعبہ باقی رہ سکے گا؟ کیا دین نجی طور پر کاروبار کی اجازت دیتا ہے یا صرف اور صرف اجتماعی اداروں اور حکومت کو یہ کام کرنا ہے؟ مرض انفرادی مسئلہ ہے یا اجتماعی؟ اس کا حل انفرادی ہونا چاہیے یا اجتماعی؟ اگر تجارتی معاملہ ہے تو اس کی کوئی اخلاقی حدود ہیں تو کیا ہیں؟ دین کا حکم کیا ہے؟

### فصل ا: کیا علاج تجارت ہے یا خدمت؟ یہ عیادت کیا ہے؟

مریض کی عیادت خدمت ہے اور اس کا علاج تجارت ہے۔ عیادت دراصل بغیر کسی مالی صلے کے خدمت کا نام ہے اور دین میں اس کی حیثیت واجب کی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھق ہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تم مسلمان بھائی سے ملو تو اس کو سلام کرو، اور

جب وہ تصحیح کھانے پر بلائے تو اس کی دعوت قبول کرو، جب نصیحت کا طالب ہو تو اس کو نصیحت کرو، جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دو، اور جب وہ یہاں پڑ جائے تو اس کی عیادت کرو، اور جب فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ کے ساتھ جاؤ۔

قرآن میں آتا ہے۔ وصل علیہم ان صلوٰۃک سکن لہم (سورۃ التوبہ ۹: ۱۰۳)

ترجمہ۔ ”اور ان کے لیے دعاِ رحمت کرو۔ (زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی) یقیناً تمھاری دعا ان کے لیے سکون و طمأنیت کا باعث ہوگی۔ یہ بھی واجب ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ قیامت کے دن اللہ فرمائے گا۔ اے ابن آدم! میں یہاں پڑا اور تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا۔ اے رب آپ ساری کائنات کے پروردگار ہیں، بھلا میں کیسے آپ کی عیادت کرتا! اللہ فرمائے گا میر افلام بندہ یہاں رخاتونے اس کی عیادت نہیں کی اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے وہاں پاتا۔ (مسلم)

یہاں تک کہ غیر مسلم کی عیادت کو بھی جانا چاہیے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا آپ ﷺ کا خادم تھا، یہاں ہوا، آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کے سرہانے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ لڑکا اپنے والد کی طرف دیکھنے لگا۔ والد نے کہا میئے ابوالقاسم کی بات مان لے۔ چنانچہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ اب نبی ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر آئے کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے اس لڑکے کو جہنم سے بچا لیا۔ (ترمذی)

## فصل ۲: عیادت کے مختلف شرعی اصول

مریض کے سر پر آپ ﷺ ہاتھ پھیرتے، تملی دیتے لا بأس انشاء اللہ طهور،  
گھبرانے کی بات نہیں، اللہ نے چاہا یہ مرض جاتا رہے گا، گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ثابت ہو گا، آپ ﷺ مریض کو دعا دیتے۔ اللهم انھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لاشفاء الا شفاء لا يغادر سقما (بخاری، مسلم) خدا یا اس تکلیف کو رفع فرم۔  
اے انسانوں کے رب اس کو شفاعة عطا فرم۔ تو ہی شفاعة ہے والا ہے، تیرے سو اسکی سے شفا کی

وقع نہیں..... ایسی شفابخش کہ بیماری کا نام و نشان نہ رہے۔

مریض کے پاس شورنہ کرنا زیادہ دیرینہ بیٹھنا سنت ہے (از عبد اللہ ابن عباس)۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب ام السائب نے بخار کو برا کہا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا بخار کو (بیماری کو) بر ابھلانہ کہو یہ مومن کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لو ہے کے زنگ کو (الادب المفرد)۔ مریض کے متعلقین سے اس کا حال پوچھنا چاہیے (ام الدرداءؓ سے ابی حبلہؓ کی روایت)۔ ادھر ادھر تاک جھانک نہ کرنی چاہیے۔ عبد اللہ ابن مسعودؓ نے عیادت کے دوران ایک ساتھی کو ایسا کرنے پر نوکا۔ فرمایا تم اپنی آنکھیں چھوڑ ڈالتے تو تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہوتا۔ ابن ماجہ میں ہے کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے اپنے لیے دعا کی درخواست کرو کہ مریض کی دعا ایسی ہے جیسے فرشتوں کی دعا۔

### فصل ۳: تجارت اور خدمت میں کیا فرق ہے؟

تجارت بھی خدمت ہے ایسی خدمت جس پر تجارت کے اسلامی اصول جاری ہوں گے۔ تمام تجارتی اصولوں کا اطلاق علاج پر بھی ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں علاج کی شرعی حیثیت کے بارے میں مفتی کفایت اللہؐ سے پوچھا گیا۔ جواب نمبر ۰۷۱ صفحہ نمبر ۱۲ کتاب کفایت المفتی میں فرماتے ہیں کہ فن ڈاکٹری سیکھنا اور انگریزی ادویہ کا استعمال مباح ہیں (کیم جنوہی ۱۹۳۸ء کتاب الحظر والا بابحد)۔ ابن عابدین نے مبحث الاجیر الخاص صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے کہ مخصوص کام کے لیے اجرت پر فرد کو لگانا اجیر خاص ہے جیسے اگر کوئی دویاں میں افراد موسیشیوں کو چرانے کے لیے عارضی طور پر مزدوری پر رکھے تو یہ اجیر خاص ہے۔ عارضی طور پر مریض اور ڈاکٹر کا تعلق ایک تجارتی تعلق ہے علاج پر اجرت لینے کی ایک مثال جامع ترمذی صفحہ ۳۶ جلد ۲ میں ابوسعید خدریؓ کا پچھو کے کاٹے کے علاج پر ۳۰ بکریوں کی اجرت کے طور پر وصولی اور حضور ﷺ کا فرمانا: اقْبضُوا الْغَنِيمَةَ وَاضْرِبُوا مَعَكُمْ يَهُمْ (بخاری، مسلم - حسن صحیح) بکریاں لے لو اور ان میں میرا حصہ بھی رکھو۔

ڈاکٹر کا ملازمت اس لیے کرنا کہ علاج کرے، خواہ سرکاری طور پر ہو یا خجی طور پر، جائز

ہے۔ ہسپتال بنانا اور اس سے متعلق تمام خدمات، دوا ساز کمپنیوں سے تعلقات، آلات کی خریداری وغیرہ سب تجارت کے زمرے میں ہیں۔ تمام تجارتیں بلاشبہ خدمت ہیں بشرطیکہ عدل، امانت اور دیانت کے شرعی اصولوں پر بنی ہوں۔

### فصل ۲: مال شریعت میں کس کو کہتے ہیں؟

مال کی تفصیلی تعریف کی ضرورت اس لیے ہے کہ شریعت کے مقاصد میں جان اور مال کی حفاظت کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ زر، زمین، محنت اور تنظیم جدید اقتصادی اصطلاحات ہیں۔ فقہ نے ان پر بحث کی ہے جس میں سے کچھ حصہ یہاں بیان کرتا ہوں۔

مال اس مادی چیز کا نام ہے جو ملکیت میں ہو اور استعمال کرنے میں مالک خود مختار ہو (الموافقات ۲۷۱)۔ مال کی دو قسمیں ہیں۔ عین اور منفعت۔ عین کے معنی ہیں کسی چیز کا موجود ہونا۔ المجد کے صفحہ نمبر ۲۹ پر ذکر ہے لبعنه عین بعض اس نے موجود کو موجود کے بد لے بیچا یعنی مال وجود رکھتا ہو۔ اذ خار..... اس کا ذخیرہ کیا جا سکتا ہو۔ احرار۔ استعمال کرنے میں مالیت کی کیفیت پیدا ہو (روالخمار ۳، ۲۳) یعنی جو مال قیمت والا ہو اس کو عین کہا جاتا ہے (فقہ حنفی)۔ شیخ مصطفیٰ زرقا (المدخل الفقہی العام بحوالہ ۱۱۸) لکھتے ہیں کہ عین کے علاوہ مال منفعت بھی ہے۔ تعلیم القرآن کی مشقت کو منفعت قرار دیتے ہوئے جائز کیا ہے۔ منفعت میں مهر مقرر کرنا احتاف نے ناجائز کیا ہے باقی جائز سمجھتے ہیں۔ احتاف نے ضرر تا اس اصول پر معلم کو اجرت لینے کی اجازت دی ہے۔ (ہدایہ ۲۸/۳)

تمام منفعتوں کو جن میں جانور کی سواری ہو یا بار برداری ہو، مکان میں سکونت ہو، غلام کی خدمت ان سب کو ابن نجیم نے مال کہا ہے (البحر الرائق ۱۵۲/۳) مال کبھی عین ہوتا ہے اور کبھی منفعت، تمام علماء متفق ہیں۔

بقول ملک العلماء کاسانی (بدائع الصنائع ۳۵۲/۷) بعض حقوق کو فروخت کیا جا سکتا ہے راستے کی فروخت جائز ہے (ہدایہ ۳/۲) اور غیر مرئی اشیاء (نظر نہ آنے والی اشیاء) مثل ابرق، ہوا، گیس، لائنس، رجسٹریشن وغیرہ بھی بہر حال مادی چیزیں ہیں۔ اگرچہ ان کی

حالت میں فرق ہے۔ مال کو جائز چیزوں میں سے ہونا چاہیے۔ نفع بخش ہو، عرف، روانج اور عادت میں جن چیزوں کی خرید و فروخت ہوتی ہو (زہریلے پودے اگر علاج میں استعمال ہوتے ہوں تو مال ہیں اور ان کی خرید و فروخت جائز ہے)۔ (الاتقان ۲۰۲) علامہ سیوطی (الاشباه ۵۲۳) میں فرماتے ہیں اگر کوئی چیز ضائع ہوتی ہو یا اس پر تادان ہو سکتا ہو یا لوگ پہنچنے نہ ہوں تو وہ بھی مال ہے۔

قرآن عظیم الشان میں آتا ہے کہ **وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ يِنْكِمْ بِالْبَاطِلِ وَتَدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَمِ لَتَأْكُلُوا فِيمَا مَنَّ أَمْوَالُ النَّاسِ بِالْأَثْمِ وَاتَّهُمْ تَعْلَمُونَ۔ (آل بقرہ ۱۸۸:۲)** اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناقص مت کھاؤ اور نہ اس غرض سے حاکموں کو دو (رشوت کے طور پر) تاکہ ایک دوسرے کا مال جانتے بوجھتے گناہ اور ظلم کر کے کھا سکو۔ مال کی تعریف اور قرآن کے اس حکم سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ اسلام نے کسی بھی بات کو بہمنہیں رکھا ہے۔

مریض کے لیے غلط دوا، زیادہ قیمت والی دوا، غیر ضروری دوا، ضرورت سے زیادہ مقدار میں دوا بیچنا اس کے مال میں خیانت ہے۔ دوسرے اداروں سے خفیہ معاہدے اسی ذمہ میں آتے ہیں۔ دوا ساز اداروں سے ایسے معاہدے کہ میں ہر صورت میں ان کمپنیوں کی دوالکھوں گا، خاص مقدار میں لکھوں گا، خواہ مریض کو اس کی ضرورت ہو یا نہیں صرف اس کمپنی کی دوالکھوں گا اگرچہ اس سے بہتر دوابازار میں موجود ہو۔ یہ سب مالی خیانت ہے۔

اخلاقی طور پر اسلام کے معاشی اخلاقیات کی بنیاد عدل پر ہے۔ حضرت شعیب عليه السلام نے اپنی قوم کو خدا کی بندگی کی دعوت دی اور فرمایا:

**أَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخُسُوا النَّاسَ أَشْيَائَهُمْ (ترجمہ) ناپ توں عدل کے مطابق کرو۔ لوگوں کو ان کا سامان کم کر کے مت دو۔**

یہ صرف وزن میں بات نہیں، بلکہ اشیاء کی نوعیت، حیثیت، اثر پذیری اور ضرورت کا بھی ذکر ہے اور اس میں تمام معاشی نظام جس میں ساری معاشی بھاگ دوڑ، مزدور کی تنخواہ،

اشیاء کے نزد، کارخانے، کھیت، کھلیان، کاروبار اور گھر کے سارے معاشی معاملات اور ڈاکٹر کی فیس بھی شامل ہیں۔ اس لیے شعیب علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ اوناں ن فعل فی اموالنا مانشاء (ترجمہ) کیا ہم اپنے مال کے استعمال میں آزاد نہیں، تمہارے خدا کا ہماری دکانداری، تجوری، کارخانے، نفع اور نقصان کے سارے معاملات سے کیا تعلق ہے؟ بات یہ ہے کہ جب تک آپ اپنی جیب اور معاشی زندگی کا رب اس اللہ کو نہ بنائیں اس کو آپ نے مانا ہی نہیں اس وجہ سے میں کے لوگ یعنی شعیب علیہ السلام کی قوم ہلاک کر دی گئی۔

مال کے تحفظ کے اسلامی مقصد کے تحت جوا، شہ، سود، لاڑکانہ، بیمه، بد دیانتی، چوری، ڈاک، ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، اسراف، ضیاع، خیانت، ظلم، حسد، وزن میں کمی، دھوکا، فریب، جھوٹ، بکر، جعلمازی، تاخیر، جھوٹی قسم، جھوٹی گواہی یہ سب حرام ہیں اور معاشی عدل سے ہٹ کر کوئی قوم بھی زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رکھی جاتی۔

## دوسرا باب

ڈاکٹروں کو انفرادی طور پر میڈیکل کمپنیوں سے کیا مسائل در پیش ہیں؟

### فصل ا: نیت اور ارادہ (انسانی زندگی کی اہمیت اور اسلام کے اصول اخوت و عدل)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ انتہائی مصروفیات کے باوجود ہمارے ڈاکٹروں کو اپنے شعبہ سے متعلق دینی مسائل سے آگاہی کی فکر نصیب ہوئی۔ میڈیکل لائنس ایک مقدس اور باوقار پیشہ ہے۔ اس سے تعلق رکھنے والوں کو تمام دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جتنا یہ پیشہ باوقار ہے اتنی ہی زیادہ اس سے تعلق رکھنے والوں پر ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں کیونکہ اس پیشہ کا تعلق انسانی صحت و حیات سے ہے اور معمولی سی لاپرواٹی اور بے اعتنائی کسی تینی جان کے ضائع ہونے یا کم از کم انسانی صحت میں مختلف چیزیں کا باعث بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: من اجل ذلك كتبنا علىٰ بني اسرائیل اهٰء مِنْ قَتْلٍ نُفَاسٌ بغير

نفس او فساد في الأرض فـکانما قتل الناس جمیعا و من احیا هافـکانما احیا الناس  
جمیعا (المائدہ ۳۲: ۵) ایک انسان کا ناقص قتل کرنا پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے  
اور ایک انسان کی زندگی بچانا پوری انسانیت کو بچانے کے برابر ہے۔ اسی بنیاد پر اس پیشے  
سے تعلق رکھنے والے چاہے ڈاکٹر حضرات ہوں یا میڈیسین کمپنیوں والے، سب کا مطہر نظر  
صرف اور صرف مریض کی خیر خواہی ہونی چاہیے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: لا یو من احد کم حتی یحب لاخہ ما یحب  
لنفسہ۔ تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے  
وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ اب بھی حدیث مبارک وہ ترازو ہے جس پر  
ہر مومن کو اپنے آپ کو تو نہ ہے۔

ایک مسلمان ڈاکٹر کے لیے دینی طور پر یہ لازم ہے کہ مریض کی جگہ اپنے آپ کو رکھے  
اور یہ سوچے کہ اس وقت اگر اس مریض کی جگہ میں ہوتا تو میں اپنے لیے کیا پسند کرتا اور ڈاکٹر  
سے کیا توقع رکھتا؟ اس لیے ڈاکٹر جو دوا لکھے وہ معیاری بھی ہو، اڑ انگلیز بھی ہو اور مناسب  
قیمت بھی ہو۔ اس حدیث مبارک کی رو سے بھی معیار ڈاکٹر کا ہر مریض کے لیے لازم ہے۔  
کمپنی والے اڑ انگلیزی اور معیار ڈاکٹر کو مد نظر رکھیں، اس لیے ہر ممکن کوشش کریں اور قیمت مناسب  
رکھنے کے لیے غیر ضروری اخراجات کو بجٹ میں شامل کر کے غریب لوگوں پر بوجھنہ ڈالیں۔  
ڈاکٹر حضرات مرض کی نوعیت، اس کی شدت اور مریض کی حیثیت کے لحاظ سے دوا کا انتخاب  
کریں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جس کمپنی سے ڈاکٹر کی بات لینے دینے کی بنیاد پر طے ہو وہ  
صرف اسی کمپنی کی دوا لکھے۔ خواہ مرض کی نوعیت اور کیفیت بالکل مختلف ہو اور غیر مناسب قیمت،  
زیادہ قیمت بھی ہو اور معیار کے نقدان کی وجہ سے قسمی جانیں ضائع ہو جائیں۔

مریض کا حق یہ ہے کہ ڈاکٹر پورے اخلاص سے اس کے مرض کی تشخیص کرے اور جب  
اس کے علم کے مطابق اس کا مرض معلوم ہو تو پورے عدل اور انصاف کے ساتھ اس کے لیے  
دوا لکھے اور اپنی اجرت کو طے کرے۔ قرآن میں آتا ہے کہ ولا تف مالیم لک بہ علم

انہا السمع والغواہ کل اولنک کان عنہ مسنولا۔ (بنی اسرائیل) تم صرف اس بات کو اپنا موقف بناؤ جس کا تم کو علم ہو اور علم کا مطلب یہ ہے کہ تھماری محسوسات (Senses) اور معقولات (Wisdom) اس کی تصدیق کریں۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم سے آخرت میں پوچھا جائے ہے گا۔ گویا زندگی کے مختلف معاملات میں یہی سائنس فک ناج ہے جس کو قرآن حد قرار دیتا ہے۔

اسی طرح مریض کو پورا وقت نہ دینا، ادارے کے ملازم کی حیثیت سے معاہدے کے مطابق اپنے فرائض کو ادا نہ کرنا، اپنے فرض منصبی سے خیانت اور گناہ عظیم ہے۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن میں اس آیت و اوفوالکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاءہم کے تحت لکھتے ہیں کہ وفتری اوقات میں غیر حاضری یا کام کے حق کو ادا نہ کرنا بھی تطفیف (کی کرنا) اور ولا تبخسوا الناس اشیاءہم کے حکم میں داخل ہے۔ اس لیے جو ڈاکٹر مریضوں کو پرائیویٹ کلینیکس میں آنے پر مجبور کرتے ہیں یا سرکاری ہسپتال میں آپریشن کروانے کے بجائے مریض کی مرضی کے بغیر اس کو پرائیویٹ آپریشن پر مجبور کرتے ہیں یا کم از کم ترغیب دیتے ہیں وہ بھی اس خیانت کی وعید میں داخل ہیں۔ ہر عمل کے لیے اخلاص نیت کے علاوہ عدل کرنا اور ظلم سے اجتناب ہر مومن کا فرض ہے۔

## فصل ۲: خیانت کا اصل سبب - ایک بری سوچ لا جج اور ہوس

حالات گواہ ہیں کہ جو لوگ مالی ہوس کو منظر رکھتے ہیں وہ اس کی خاطر ہر قدم اٹھانے کو تیار اور انجام سے غافل ہو جاتے ہیں۔ مال کمانے کی ہوس میں اتنے غرق ہو جاتے ہیں کہ اس میں ناجائز ذرائع کو بھی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہوس کبھی پوری نہیں ہوتی بلکہ برصغیر رہتی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ ہر ڈاکٹر اور کمپنی انسانی حیات و صحت کے تحفظ کے عظیم مقصد کو منظر رکھیں اور لوگوں کی مجبوریوں کو سامنے رکھ کر اخلاص اور خیر خواہی کے ساتھ قدم اٹھائیں۔ یہ ان کے لیے عین عبادت بھی ہے اور دنیاوی عزت و دولت کے حصول کا ذریعہ بھی۔

### فصل ۳: فن ڈاکٹری اور انگریزی ادویہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

یکم جنوری ۱۹۲۸ء میں مولانا کفایت اللہ مرحوم اپنی کتاب کفایت الحفی کے ۹۰ باب صفحہ نمبر ۷۷، فتویٰ نمبر ۷۷ اسی عنوان کے تحت رقم طراز ہیں کہ فن ڈاکٹری سیکھنا اور انگریزی ادویہ کا استعمال مباح ہے۔ (کتاب الحظر ولا باح)

تجارت میں اجرت، قیمت، کرایہ وغیرہ لیا جاتا ہے جبکہ خدمت آخرت کے اجر، اللہ کی خوشنودی کے لیے کی جاتی ہے۔

### فصل ۴: شریعت کے مقاصد، قواعد اور ضابطے کیا ہیں؟

الموافقات میں علامہ شاطبی عقیدہ، جان، مال، نسل، آبر و اور عقل کی حفاظت کو شریعت کا مقصد قرار دیتے ہیں۔ قواعد میں وہ علوم ہیں جو شریعت کے احکامات کی وضاحت کریں۔ علوم نقلیہ یعنی قرآن و سنت ان کی تفصیل اور ان کے اصولوں کا علم اور علوم عقلیہ یعنی علم فقهہ اور اس کے اصول جو ضابطوں کی علمی تشریح کرتے ہیں۔

ضوابط کے ذریعے نفاذ (Implementation) اور ترجیح (Priorities) کے معاملات سے احکام معلوم کیے جاتے ہیں۔ جیسے اضطرار، ضرورت، حاجت، کم برائی اور زیادہ برائی کے ضابطے ہیں جن کا تعلق عمل سے ہے۔ طب کے زیادہ تر معاملات کا تعلق اضطرار کے ضابطے سے ہے۔

### فصل ۵: ڈاکٹروں کا دوساز کمپنیوں سے انفرادی مراعات کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۱: کیا میڈیکل کمپنیوں کی رقم سے کوئی ڈاکٹر انفرادی دائرے میں جہاز کا نکٹ، گاڑی، نقد رقم، ہوٹل میں قیام کے اخراجات، ان کی گاڑی کا استعمال، بال پوائنٹ، یا ان کی دعوتوں سے استفادہ کر سکتا ہے؟ کیا یہ جائز ہے؟

جواب: میڈیکل کمپنیوں کا تعاون انفرادی دائرے میں ایک ڈاکٹر کے سینئار کا نکٹ و گاڑی، نقد رقم، ہوٹل میں قیام، دعوتوں کا انتظام اور ڈاکٹروں کو Sample وغیرہ دینا انفرادی تعاون کی مثالیں ہیں اور مریضوں کے لیے دو ایسا، علمی کانفرنس کا انعقاد، سینئار اور علمی و تحقیقی

کاموں کے بین الاقوامی پروگراموں میں سپانسرشپ کا بندوبست وغیرہ اجتماعی تعاون کی مثالیں ہیں یہ سب تعاون اگر غیر مشروط ہوں یا شخص خدمتِ خلق کی نیت سے ہوں یا کمپنی کی تشہیر کی خاطر ہوں اور ڈاکٹروں کو ترغیب دینے کے لیے ہوں تو یہ سب جائز ہیں بلکہ اجتماعی دائرے کے تعاون بغیر لائچ مکے خدمتِ خلق کی خاطر کار خیر، ثواب اور صدقہ میں داخل ہیں۔ البتہ جو تعاون کمپنی ایک ڈاکٹر کو اس شرط پر دے کہ اس کے بد لے ڈاکٹر اس کمپنی کی دوام مخصوص مقدار میں، مخصوص وقت تک لکھے گا تو یہ جائز نہیں ہے۔ چاہے اس کمپنی کی دوام معیاری اور سنتی ہو یا غیر معیاری اور مہنگی ہو کیونکہ ہسپتال میں ڈاکٹر حکومت کا ملازم اور پرائیویٹ کلینک میں عوام کا اجیر (Employee) ہوتا ہے۔ مرض کی تشخیص اور متعلقہ معیاری دوا کی تجویز ڈاکٹر پر ہسپتال میں سرکاری تنخواہ کی وجہ سے اور پرائیویٹ کلینک میں عوام کی فیس راجرت کی وجہ سے لازم ہوتی ہے۔ اس لیے اس پر کمپنی سے پچھ لیتا رشتہ ہے۔

سوال نمبر ۲: کیا ڈاکٹروں کو کمپنیوں کے نمائندوں سے ملننا چاہیے یا نہیں؟ ملاقات پر دیتے ہیں کیا یہ جائز ہیں یا نہیں؟ Sample

جواب: ڈاکٹروں کو کمپنیوں کے نمائندوں سے ضرور ملننا چاہیے۔ اس طرح بہت سی نئی ادویہ کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی رہتی ہیں۔ اگرچہ طبی شعبہ میں نئی ریسرچ اور نئی دریافت ہونے والی دواؤں کے بارے میں معلومات کا ایک اہم ذریعہ میڈیا میڈیا یکل Journals ہیں۔ جن میں سے ایک یادو، ڈاکٹر کے مسلسل زیر مطالعہ رہنا ضروری ہیں۔ لیکن میڈیا یکل کمپنیوں کے نمائندوں سے یہ اہم بات معلوم ہوتی رہتی ہے کہ اس وقت مارکیٹ میں کون کون سی نئی دوائیں دستیاب ہیں۔ (بلکہ یہ بھی کہ کون کون سی پرانی دوائیں دستیاب ہیں)۔ بعض اوقات ان کی نئی شیکنا لو جی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

دواؤں کے Sample لینے اور انھیں مریضوں کے علاج کے لیے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن Sample کی ادویات مریضوں کو بغیر قیمت کے مہیا کرنی چاہیں۔ مریضوں نے ان کی قیمت وصول کرنا ڈاکٹر کے مرتبہ اور اس کے وقار کے منافی ہے۔

## فصل ۶: ہدیہ اور رشوت میں کیا فرق ہے؟

رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

حدیث سے معلوم ہوا کہ رشوت لینا اور دینا حرام ہے۔ رشوت اور ہدیہ میں شرط کا فرق ہے۔ ہدیہ بغیر شرط کے دیا جاتا ہے۔ اور فرد کے کسی عہدے پر مامور ہونا رشوت کا سبب بنتا ہے۔ اس لحاظ سے ایک اہم بات یہ ہے کہ عام ڈاکٹر اور اہم منصب پر فائز ڈاکٹر کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ اور اس بنیاد پر شرعی حکم میں فرق کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: کہ رشوت لینے والے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔ (ابوداؤد بحوالہ اعلاء السنن) لعنت کا مطلب اللہ کی رحمت سے دور ہونا ہے۔

اسی طرح اعلاء السنن صفحہ ۲۰ جلد ۱۵ میں بنی اسد کے ایک عامل کا ذکر ہے۔ جس کو زکوٰۃ جمع کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ اور اس نے کہا یہ میرا ہے اور یہ زکوٰۃ ہے۔

حدیث پاک کا ترجمہ اس طرح ہے:

”نبی ﷺ نے ایک شخص کو عامل مقرر فرمایا جو بنی اسد کا تھا۔ جیسے ابن اتبیہ کہتے تھے۔ جب واپس ہوا تو کہا کہ یہ تمہارے لیے اور یہ مجھے بطور ہدیہ کے ملا ہے۔ پس نبی ﷺ نے مخبر پر تشریف لے گئے، اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا۔ کیا ہوا عامل کو جس کو ہم سمجھتے ہیں جب واپس ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارے اور یہ میرے لیے ہے۔ پس کیوں نہ بیٹھا اپنے باپ یا ماں کے گھر میں اور انتظار کرتا کہ اس کو کچھ ہدیہ کیا جائے یا نہیں۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرکاری منصب پر فائز ہو کر ہدیہ لینا رشوت ہے اور حرام

ہے۔

اسی طرح اعلاء السنن صفحہ ۲۲ جلد ۱۵ کی وضاحت بھی اہم ہے:

ترجمہ: شریعت میں رشوت لینے والا ظلم کی نیت سے لے اور دینے والا ظلم کرنے کی نیت سے دے۔ برجندي میں ہے۔ رشوت اس مال کو کہتے ہیں جو اس شرط پر دیا جائے کہ لینے والا دینے والے کی اعادت کرے گا۔

بخارائق میں ہے کہ ایسے کام کے لیے مال خرچ کرنا جو مال خرچ کرنے والے کا حق ہوا اور کام کرنے والے کا فرض ہو کہ وہ بغیر کسی رقم کے وہ کام کرے جیسے کہ قاضی یعنی عدالت کا نجی یا اس کی طرح کے منصب پر فائز وہ کام کرنا اس کے حلف اور عہد کے مطابق اس کے فرائض منصبوں میں سے ہو۔ اس میں مسلمانوں سے متعلق وہ سارے معاملات ہیں جو ملازم پر اپنی ملازمت کی وجہ سے انجام دینا واجب ہو۔ جیسے کہ قاضی کے ماتحت دفتر کے کارپروداز اور ایسے ملازم ہوتے ہیں۔

اس حوالے سے بخارائق کے حوالے سے رشوت کی تعریف یہ ہے کہ کسی شخص کا ایک ایسے کام کے عوض کوئی چیز لینا ایسے منصب پر کام کرتے ہوئے جو اس پر شریعت کی طرف نے ذمہ داری کے طور پر واجب ہو۔ جیسے قاضی پر قضاۓ کا کام یا باہمی معابرے اور عقد کی وجہ سے اس پر فرض ہو یا ان سارے ملازمین پر جو ایسے عہدوں پر نوکری کرتے ہوں جو عوام سے متعلق ہوں وغیرہ۔ اس حوالے سے صاحب فتح القدر فرماتے ہیں ہر وہ شخص جو مسلمانوں کے لیے کوئی کام اجرت یا بیت المال کے وظیفے (ملازمت) کے طور پر کرے اس کا حکم ہدیہ اور رشوت میں قاضی کے حکم کی طرح ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رشوت اور تنخے میں فرق ہے۔ رشوت وہ ہوتی ہے جس کے عوض تعاون کی شرط لگائی گئی ہو اور ہدیہ وہ ہوتا ہے جو بغیر کسی شرط کے دیا جائے۔ لیکن اگر کسی شخص کو ہدیہ صرف اس لیے ملے کہ وہ کسی سرکاری عہدے پر فائز ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔ عامل زکوٰۃ ابن التیہ کے معاملے میں نبی کریمؐ کا یہی فیصلہ تھا۔

ڈاکٹر کو اس بات کا سو فیصد یقین کر لینا چاہیے کہ کیا سہولت کے بد لے میں وہ کچھی اس ڈاکٹر سے کوئی امیدیں لگائے بیٹھی ہے اور ڈاکٹر کسی طرح (Under Obligation) آتا ہے۔ یہ بات خاص طور پر ان ڈاکٹروں کے بارے میں زیادہ اہم ہے جو کسی سرکاری یا خجی ہسپتال میں کسی انتظامی عہدے پر کام کر رہے ہوں اور اس کچھی کے احسان کے بد لے میں ہسپتال کے لیے سامان خریدتے وقت اس کچھی کو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہوں۔ اصل میں یہ سب کچھ ڈاکٹر

کے ذاتی کردار اور Integrity پر مختصر ہے لیکن ایسے انتظامی عہدوں پر فائز ڈاکٹروں کے لیے زیادہ محفوظ راستہ بھی ہے کہ وہ ان سہولیات سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ خصوصاً جب وہ محظوظ کریں کہ کچھی انصیح زیر بار احسان کرنا چاہتی ہے ان سے کچھ آمیدیں لگائے ہوئے ہے۔

جس تخفیٰ یا مالی تعاون کے عوض اپنے کسی کام کو اکروانے کی شرط لگائی ہو وہ تو بااتفاق فقہاء کرام کے نزدیک رشوت ہے البتہ جس تخفیٰ میں یہ شرط نہ ہو وہ رشوت نہیں ہے۔ لیکن اس میں بھی احتیاط ضروری ہے۔

اسی لیے اعلاء السنن صفحہ ۷ جلد ۵ اشرح القطع کے حوالے سے لکھا ہے۔ ان الرشوة یعطیہ بشرط ان یعنینہ والهدیہ لاشرط معها۔

رشوت مدد کی شرط کے ساتھ مال کا لینا ہے۔ اور ہدیہ وہ ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہ لگائی ہو۔ صاحب فتح القدر اور فتاویٰ شامی کی رائے بھی اسی کے مطابق ہے صفحہ نمبر ۲۶۲ جلد ۵ ہدیہ کے معاملے میں علم اليقین کی شرط لگائی گئی ہے کہ واقعی ہدیہ ہے۔ کسی اور موقع پر بعد میں کسی کام کو انجام دینے میں ہدیہ لینے سے اجتناب کو تقویٰ قرار دیا گیا ہے۔ ہدیہ لے کر کام کرنا تو جائز نہیں۔ البتہ ہدیہ لینے کے ایک عرصہ کے بعد کسی اور وقت پرانے تعلق کی بنیاد پر کام کرنا ابن مسعود کے مطابق مکروہ ہے۔

### فصل ۷: ذاتی خدمت کے لیے معاونت لینا:

کئی ڈاکٹرز دو لاکھنے کے عوض کسی بھی چیز کا تقاضا کرتے ہیں۔ اس میں ڈاکٹر کے گھر یا ذاتی کلینک کے لیے کارپٹ، فرج، ایئر کنڈیشنر یا گاڑی اور ہر والوں کے ساتھ سیر و سیاحت کے اخراجات وغیرہ شامل ہیں۔ یہ صورت بھی بالکل ناجائز ہے اور اگر کوئی ڈاکٹر اپنے ذاتی کام کے لیے اختیار کیے جانے والے سفر نکلت یا ہوٹل کی رہائش کسی کمپنی سے حاصل کرے یا اپنی ضرورت اور استعمال کے لیے گاڑی یا نقد رقم حاصل کرے تو یہ بھی درست نہیں۔ کمپنی کی مجبوری سے فائدہ حاصل کرنا صحیح نہیں۔

جہاں تک کھانے کی دعوتوں میں شرکت کا تعلق ہے تو وہ صرف اس صورت میں قبول

کی جا سکتی ہیں جب وہ کسی سائنسی پروگرام کا حصہ ہوں۔ بغیر سائنسی پروگرام کے اگر کوئی دعوت کمپنی پانسر کرے تو اس قسم کی کھانے کی دعوتوں سے گریز کرنا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں زیادہ تر ذاتی احسان مندی (Obligation) کا غضہ ہی غالب ہوتا ہے۔

#### فصل ۸: تشویہ، تعلیم اور علمی تخصص کے سلسلے کی خدمات

ان سے مراد وہ تمام تھائف (Gifts) جن کا تعلق میڈیکل کے علم سے ہے۔ اس میں میڈیکل کی شیکست بکس مختلف Specialties کے چھپنے والے قومی اور بین الاقوامی جرنلز وغیرہ شامل ہیں۔ ملکی اور غیر ملکی کانفرنز میں ڈاکٹر حضرات کو پانسر کرنا اور ان کے نکٹ، رہائش اور جسٹریشن کے اخراجات شامل ہیں۔

اگر کمپنی کسی ڈاکٹر کو ایسا تھنڈ (Gift) دیتی ہے جس پر تعارف کے لیے کمپنی کا نام لکھا ہو یا اس کمپنی کے کسی Product کا نام ہو جیسے کوئی وال کلاک یا کلینک میں استعمال ہونے والی کوئی چیز یا سیشزری آئندہ تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ دراصل اس ڈاکٹر کا کمپنی کے پروگرام پر احسان ہو گا کہ وہ اس کے نام کی چیز اپنے کلینک میں رکھے جس سے اس کمپنی کو ہی فائدہ ہو گا۔

اکیڈمک سروسز پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ان کا تعلق ڈاکٹر کی ذات سے ہے اسی طرح یہ اقدامات مریضوں کے علاج میں بہتری پیدا کرنے میں بھی معاون ہو سکتے ہیں۔

کتابوں کا عطیہ ہو یا جرنلز، ملکی وغیر ملکی کانفرنزوں میں شرکت ان ساری چیزوں سے استفادہ کر کے ڈاکٹر حضرات مریضوں کا علاج زیادہ اچھے انداز میں کر سکتے ہیں اس لیے اجتماعی، علمی اور معاشرتی مفاد کا اصول اس خدمت کو جائز قرار دیتا ہے۔

#### فصل ۹: کمیشن کے نام پر بدعنوایی

اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

الف: مریض بھیجنے (Referral) پر کمیشن کا حصول۔ اس بعملی میں عام طور پر پائی جویں

کلینک، ہسپتال، لیبارٹریاں اور شخصی مرکز ملوث ہیں۔ ایسے ادارے چلانے والے حضرات جن کا مقصد صرف روپیہ کمائنا ہوتا ہے دوسرے ڈاکٹروں کو یہ پیش کرتے ہیں کہ انھیں مختلف خدمات کے لیے مریض بھیجیں اور ہر مریض کے عوض اتنا کمیشن حاصل کریں۔ ایسا عام طور پر لیبارٹری نیشوں، ہی ٹی سکین اور آئیم آر آئی کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ ایسی معیوب بات ہے کہ بد عنوانی (Corruption) کے زمرے میں آتی ہے اور اس سے دو مزید خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں جن کا نقصان برا و راست مریض کو پہنچتا ہے۔ پہلی خرابی تو یہ ہے کہ مریض پر مالی بوجھ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر سور و پے کے ثیسٹ پر بیس روپے کمیشن دیا جائے تو اصل میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ثیسٹ ایک لیبارٹری اسی روپے میں کر رہی ہے اس کے لیے مریض کو سو روپے ادا کرنے پڑ رہے ہیں اور یہ ایم آر آئی وغیرہ پر یہ رقم ہزاروں روپے بن جاتی ہے۔ ایک مریض جو اپنی بیماری اور علاج کے اخراجات کے بوجھ تلتے پہلے ہی دبا ہوا ہے، اس پر اس کمیشن کا مزید بوجھ بھی ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ ایک غیر انسانی روایہ ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ مریض بھیجنے والے ڈاکٹر کو کمیشن دینے کی بجائے مریض کا بوجھ کم کیا جائے۔

اس بعملی کی دوسری خرابی غیر ضروری Referral ہے۔ مریض بھیجنے والے ڈاکٹر کمیشن کے لائق میں ایسے ثیسٹ یا مشورے بھی تجویز کر دیتے ہیں جن کو ان کی ضرورت نہیں ہوتی اور ان کے مرض سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس سے نا صرف مریض پر مزید ناروا مالی بوجھ پڑتا ہے بلکہ اس کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ مریض اور اس کے لواحقین پہلے ہی ناگہانی اخراجات، اور ہسپتا لوں اور لیبارٹریوں کے چکروں میں پریشان ہوتے ہیں۔ اس مصیبت میں ان کو مزید انجام دیا جاتا ہے۔ یہ ایک انتہائی غیر انسانی اور غیر اخلاقی حرکت ہی نہیں بلکہ پر لے درجے کی حصہ زر، شقاوت قلبی اور ظلم کی انتہا ہے جس کے لیے ایسا کرنے والوں کو آخرت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہی کرنا پڑے گی۔

ب: دوا ساز کمپنیوں سے متعلق بعملیاں۔ ماضی میں دوا ساز کمپنیوں اور ڈاکٹروں کا تعلق صرف اس حد تک ہی ہوتا تھا کہ کمپنیوں کے نمائندے گھوم پھر کر ڈاکٹروں سے ملاقات کر کے

اپنی ادویات ان کو متعارف کرواتے تھے اور کبھی بکھار کوئی چھوٹا موٹا گفت بھی دے جاتے تھے جس پر کسی دوا کا یا کمپنی کا نام لکھا ہوتا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ بعد میں بھی ڈاکٹر کو اس دوا کی یاد دہانی ہوتی رہے۔ ایسی چیزوں کا ڈاکٹر پر کوئی احسان نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ ڈاکٹر کی مہربانی سمجھی جاتی تھی کہ وہ کسی تجارتی کمپنی کے نام کا کلاک اپنے کلینک میں آؤز اس کر لیتا تھا۔ دوا ساز کمپنیوں کے علاوہ مختلف آلات اور ہسپتالوں سے متعلقہ سامان بنانے والی کمپنیاں بھی اکثر ڈاکٹروں سے رابطہ رکھتی تھیں۔ گزشتہ دودھائیوں سے ان کمپنیوں کی طرف سے بہت سی ایسی ترغیبات دی جانے لگی ہیں جو ڈاکٹروں کو Malpractice کی طرف مائل ضرور کرتی ہیں۔ اب ڈاکٹروں کو زیادہ قیمتی تھنخ دیے جاتے ہیں۔ اندرون ملک اور بیرون ملک کافرنسوں میں شرکت کے لیے سپانسر کیا جاتا ہے اور اکثر میڈیکل کافرنسیں تو یہ کمپنیاں ہی سپانسر کرتی ہیں۔ اسی طرح پیشہ ورانہ درکشاپس کا خرچ بھی یہ کمپنیاں اٹھاتی ہیں۔ اپنی دواوں پر ریسرچ کا انتظام کرتی ہیں اور اس کے سارے اخراجات بھی برداشت کرتی ہیں جن میں بہت مہنگے ہوٹلوں میں ریسرچ میں حصہ لینے والے ڈاکٹروں کے اجلاس کا خرچ بھی شامل ہوتا ہے۔ اس طرح یہ کمپنیاں ڈاکٹروں کو ہر طرح سے Oblige کر کے ایک طرح سے زیر بار کرنے کی کوشش کرتی ہیں تاکہ وہ ان کی مصنوعات کی فروخت میں معاون ٹابت ہوں۔ اکثر کمپنیوں نے اپنے بجٹ میں ان کا مول کے لیے اچھی خاصی رقم منصص کی ہوئی ہوتی ہیں۔ اگر خالص علمی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ان سب سہولتوں سے فائدہ اٹھانا کوئی برائی نہیں ہے کیونکہ طبی تعلیم و تحقیق کے فروغ سے بالآخر عوام الناس کو ہی فائدہ پہنچتا ہے اور یہ کمپنیاں بھی فائدے سے محروم نہیں رہتیں۔ خرابی تب شروع ہوتی ہے اگر ڈاکٹر ان مراعات سے فائدہ اٹھانے کے بعد اپنے آپ کو زیر بار محسوس کرے اور ان نوازشات کے بدلوں میں ان کمپنیوں کو کوئی ناجائز فائدہ پہنچانے پر مجبور ہو جائے۔

خرابی کی ایک صورت عام طور پر یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی ڈاکٹر کسی نجی یا سرکاری ادارے میں کسی ایسے منصب پر فائز ہو جہاں اسے بڑی مقدار میں ادویہ یا دوسرا طبی سامان خریدنے کا

اختیار حاصل ہو یا اس کے لیے فیصلہ کن انداز میں سفارش کر سکتا ہو تو یہ کمپنیاں اسے زیر بار کر کے مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور اس کا نقصان اس ادارے کو اور بالآخر مریضوں کو پہنچتا ہے۔ دیانتداری کا تقاضا یہ ہے کہ ادارے کے لیے وہ چیز خریدی جائے جو مطلوبہ معیار کے مطابق ہو اور کم سے کم قیمت پر مستیاب ہو۔ ایسے موقع پر اس ذمہ دارانہ عہدے پر فائز ڈاکٹر کو یہ بھول جانا چاہیے کہ کس کمپنی نے اس پر ہسپتال پر کیا کیا نواز شات کر رکھی ہیں اور وہ اس سے کیا توقع لگائے ہوئے ہیں۔

کچھ ادویات جو خصوصاً کینسر اور دل کے امراض میں استعمال ہوتی ہیں بے حد مہنگی ہیں اور ان کی ایک خوراک کی قیمت ساٹھ ستر ہزار روپے تک ہو سکتی ہے۔ ایسی دوائیں بنانے والے کمپنیوں نے بد عملی کا یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ اگر کوئی ڈاکٹر ایسی دوائیز کرے تو اسے ہر نئے پر کمیشن دیا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک گھناونی حرکت ہے اور اس سے وہی خراہیاں پیدا ہوتی ہیں جن کا ذکر تشخیصی مرکز کو مریض بھیجتے اور اس پر کمیشن حاصل کرنے میں ہو چکا ہے یعنی مریض پر غیر ضروری اضافی مالی بوجھ اور اس بات کا امکان کہ وہ دوائیں مریضوں کو بھی لکھ کر دی جائے گی جن کو اس کی ضرورت نہیں ہے یا بہت کم فائدے کی امید ہے جیسا کہ کینسر کے اکثر مریضوں میں Terminal Stage میں ہوتا ہے۔ اس بد عملی کی ایک اور صورت یہ ہے کہ تمام نئے کسی خاص میڈیکل شور کو بھیجتے ہیں اور اس سے کمیشن طے کر لیا جاتا ہے۔

ج: غیر طبی اداروں اور افراد سے کمیشن وصول کرنا۔ جس طرح کسی ہسپتال، نرنگ ہوم، تشخیصی مرکز، لیبارٹری، ایکس رے سٹر، دوا ساز کمپنی، اور میڈیکل شور وغیرہ سے کمیشن وصول کرنا ایک غیر اخلاقی حرکت ہے اسی طرح غیر طبی اداروں مثلاً ہوٹل، سرائے، ریشورنٹ، ٹیکسی ڈرائیور، پارکنگ ایریا اور اس طرح دوسری سہولیات مہیا کرنے والے افراد سے بھی کمیشن لیتا میڈیکل پروفیشن کے وقار سے گری ہوئی حرکت ہے جس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

بدستی سے بہت سی ایسی بد عملیاں جو عام تجارتی معاملات میں ہمارے معاشرے میں جگہ پاہنچی ہیں وہ آہستہ آہستہ میڈیکل پروفیشن میں صرایت کرتی جا رہی ہیں اور مباح (Permissible)

خیال کی جاتی ہیں۔ لیکن اس معاطلے میں ایک مسلمان ڈاکٹر کو انتہائی احتیاط اور Vigilence سے کام لینا چاہیے اور تمام ایسی Practices سے اجتناب کرنا چاہیے جو بنیادی اخلاقی اقدار کی روشنی میں معیوب بھی جاتی ہیں۔ اسے ہر دم اپنے ضمیر کی آواز کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اور اس آواز کو زوپے کے لائق میں دینا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط اور صحیح کے بارے میں ایک نہایت قیمتی اصول بیان فرمایا ہے جو کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہے:

”حضرت وابصہؓ بن معبد بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ کی خدمت

میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا نیکی اور گناہ کی تعریف پوچھنے آئے ہو؟

میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا تم اپنے دل سے فتویٰ لے لیا کرو۔ جس

بات پر دل مطہن ہو جائے اسے نیکی کی بات سمجھو اور جو تیرے دل میں

کھکھ اور تردید پیدا کرے وہ گناہ کی بات ہے چاہے (اس کے جائز ہونے

کا) لوگ فتویٰ ہی دیتے ہوں۔“ (مسند احمد، دار می)

”حضرت نواسؓ بن سمعان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

کرتے ہیں کہ نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ کی بات وہ ہے جو تیرے

دل میں کھکھتی رہے اور تجھے پسند نہ ہو کہ لوگوں کو اس کی خبر ہو۔“ (مسلم)

احتیاط کا تقاضا ہے کہ جس چیز کے بارے میں شک پیدا ہو جائے اسے چھوڑ دیا۔

جائے یہی ہدایت درج ذیل حدیث میں دی گئی ہے۔

”حضرت حسنؓ بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے یہ بات سن کر یاد رکھی کہ جو چیز تجھے شک میں ڈال دے اسے

چھوڑ کرو وہ چیز اختیار کر جس میں شک محسوس نہ ہو کیونکہ سچائی (میں دل کا)

اطمینان اور تسلی ہے اور جھوٹ (میں دل میں) شک و اضطراب (رہتا

ہے)۔“ (ترمذی)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عائدگی ہوئی پابندیوں کا

احترام کرو اور ان کے قریب بھی نہ پھکو۔

”یہ اللہ تعالیٰ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں۔ ان کے قریب نہ پھکلنا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام لوگوں کے لیے وضاحت سے بیان کرتا ہے۔ توقع ہے وہ غلط روی سے بچیں گے۔“ (البقرہ: ۲۷)

”یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ حدودِ اللہ سے تجاوز کرتے ہیں وہی ظالم ہیں۔“ (البقرہ: ۲۲۵)

اسی ضمن میں ایک اہم بات ایک مسلمان ڈاکٹر کو اپنے ذہن میں یہ رکھنی چاہیے کہ عوام الناس اور خصوصاً مریض اور اس کے لاحقین کا ایک ڈاکٹر کی شخصیت کے بارے میں تصور عام انسانوں سے مختلف ہوتا ہے۔ وہ ڈاکٹر کو ایک باوقار، ہمدرد، بے غرض، عالی طرف، دیانتدار اور ایثار پسند انسان تصور کرتے ہیں اور ڈاکٹر کی کوئی معمولی سی غلط حرکت بھی ان کے اس تصور کو بری طرح مجرود کر دیتی ہے۔

☆ نوٹ: دارالعلوم کراچی کے جاری کردہ دوفتوں میں ڈاکٹروں کا لیہار ٹریوں اور دوا ساز کمپنیوں سے کیش لیتا بعض شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں یہ مفتی حضرات کا پوری صورت حال سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے، اور پھر انہوں نے جو شرائط عائد کی ہیں وہ صریحاً ناقابل عمل ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ تمام شرائط پوری کر بھی دی جائیں تو بھی کیش کا حصول شریعت کی رو سے حرام ہی قرار پائے گا۔

#### فصل ۱۰: مہنگی دوا تجویز کرنا

سوال نمبر ۳: بازار میں ایک ہی دو مختلف کمپنیوں کی طرف سے مختلف قیمتیوں پر دستیاب ہوتی ہے کیا مہنگی دوا لکھی جا سکتی ہے جبکہ مہنگی اور سستی دوا کا اثر ایک جیسا ہو۔ اثر انگیزی کی بنیاد پر مہنگی دوا لکھی جائے تو گناہ کا احتمال ہو گایا نہیں، اس معاملے میں کیا احتیاطی مدد ایسا اختیار کرنی چاہیں؟

جواب: اگر ڈاکٹر کو یقین ہو کہ مہنگی اور سستی دوا کا معیار اور اثر انگیزی سو فیصد برابر ہیں تو مہنگی دوا لکھ کر دینا اس کمپنی کو فائدہ پہنچانے کے متادف ہو گا اور مریض کے ساتھ زیادتی ہو

گی کیونکہ اس پر غیر ضروری مالی بوجھڈا لا جائے گا۔ اس پر لکش سے ابھناب کرنا ضروری ہے لیکن اگر ڈاکٹر کو دوا میں شک ہو کہ سستی دوا معیاری نہیں ہے تو پھر صرف وہی دوا تجویز کرنی چاہیے جو ڈاکٹر کے نزدیک معیاری اور اثر انگیز ہے۔ اس صورت میں سستی اور کم اثر والی دوالکھ کر دینا مریض کے ساتھ خیانت کے متراود ہو گا۔ اس معاملے میں جو مشکل پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ ڈاکٹروں کے پاس کوئی یقینی ذریعہ دستیاب نہیں ہوتا جس سے وہ دوا کی کوالٹی اور اثر انگیزی کو جانچ سکیں۔ ہر دوا کا کیمیائی تجزیہ کرانا بھی ان کے لیے ناممکن بات ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ ڈاکٹر کو بین الاقوامی معیاری کپنیوں کی ادویات کی قیمتوں کا علم ہوتا چاہیے ان کی قیمتوں کی ایک فہرست اپنے پاس رکھنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ایسی مقامی دوا ساز کپنیوں کی ادویات اور ان کی قیمتوں سے بھی اُسے باخبر رہنا چاہیے جو بہت معروف ہوں اور ان کی فیکٹریوں میں کوالٹی کنٹرول کا موثر نظام موجود ہو۔ یہ معلومات بہر حال تھوڑی سی کوشش سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ کوئی بھی دوا تجویز کرتے وقت ان ساری معلومات اور قیمتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

اس معاملے میں اگر ڈاکٹر تھوڑی سی توجہ سے کام لے اور دوا جن مریضوں کو استعمال کرائی جائے ان کا بہت احتیاط سے Follow up کیا جائے تاکہ دوا کی اثر انگیزی کے بارے میں اندازہ ہو سکے اور اگر کوئی دوابے اثر نظر آئے تو اس کو آئندہ تجویز نہ کیا جائے۔

دیتا ایک ڈاکٹر کے ذمے لازم ہے کہ وہ مریض کی خیرخواہی میں کوئی کسر نہ چھوڑے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الدین النصیحة ولرسوله وللمؤمنین، ترجمہ: ”دین خیرخواہی ہے اللہ کے ساتھ اس کے رسول کے ساتھ اور مؤمنین کے ساتھ“۔ مرض کی نوعیت کے لحاظ سے اور کیفیت کے لحاظ سے دوا کا انتخاب کرے، اگر مہنگی اور سستی دوا کا اثر ایک ہو، اور ڈاکٹر کو پتہ ہو تو مہنگی دوالکھنا خیانت متصور ہو گا جو حرام ہے۔ منافق کی نشانی حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ اذاء تمن خان، ”اور جب اس پر یقین کیا جائے (یا اس کے پاس امانت رکھی جائے) تو وہ خیانت کرے۔“ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح مشورہ دینا

واجب قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المستشار موئتمن جس سے مشورہ کیا جائے اس کو چاہیے کہ وہ ایمانداری سے مشورہ دے۔

البته اگر ڈاکٹر کی کوئی ذاتی غرض وابستہ نہ ہو تو اثر انگلیزی کی بنیاد پر مہنگی دوائی بوقت ضرورت لکھ سکتا ہے یا اگر ڈاکٹر کو قیمتوں کا پتہ نہ ہو تو معیار کو مد نظر رکھ کر مہنگی دوائی لکھنے میں گنہگار نہ ہو گا، کیونکہ ڈاکٹر اگر اپنے علم کو وقت کے مطابق CME کے ذریعے بڑھائے، اس لیے کہ علاج کا تعلق انسانی زندگی سے ہے اور غلطی سے یا غفلت سے کسی کے قتل کا مرتكب تھا اس کا مستحق تو نہیں ہو گا مگر شاید اس پر قتل خطا کا گناہ آئے گا۔ ومن قتل مومنا خطاء فتحریر رقبہ مومنة و دیۃ مسلمة الی اهلہ الا ان یصدقوا۔ فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین۔ جس نے کسی مومن کو خطا سے قتل کیا، تو ایک غلام آزاد کرے یا وارثوں کو دیت دے (سو اونٹوں کی قیمت) اگر وارث معاف کر دیں تو الگ بات ہے۔ یادو گھبینوں کے مسلل روزے رکھ۔ (الناء: ۲۹)

اس لیے بھی دو الکھنا اور علاج کرنا بہت ذمہ داری کا کام ہے۔

سوال نمبر ۳: اگر ایک کمپنی کی دوام معیاری بھی ہو، سستی بھی ہو کمپنی اپنے حاصل شدہ منافع میں سے انفرادی یا اجتماعی طور پر کسی ڈاکٹر کو رقم دے یا مالی تعاون کرے، جس میں صرف یہ مطلوب ہو کہ وہ دوسری مہنگی اور غیر معیاری دو اونٹیں لکھے گا اور ان کی صحیح دوائی بچنے میں مدد و معاون ہو گا، کمپنی سے ایسا تعاون لینا ڈاکٹر کے لیے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی کمپنی کی سستی اور معیاری دوائی تجویز کرنے کے لیے کمپنی سے مالی امداد لینا بھی جائز نہیں ہے۔ اس میں بنیادی اصول وہی ہے کہ ڈاکٹر کو کسی صورت میں بھی Under Obligation نہیں آنا چاہیے اور اس کا یہ حق ہے کہ اپنی صوابدید کے مطابق جو دو اچاہے تجویز کرے اس حق سے اس کو کسی صورت بھی دستبردار نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ڈاکٹر یہ سمجھتا ہے کہ ایک خاص کمپنی کی دوستی بھی ہے اور موثر بھی تو اسے اس کمپنی سے کوئی مالی امداد یا سہولت حاصل کیے بغیر ہی وہ دوام یضوں کے لیے تجویز کرنی چاہیے۔ اس کے وقار اور

دیانت کا بھی تقاضا ہے۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ مریضوں کے وسیع تر مفاد کے لیے ایسی دوا ساز کمپنیوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جو معیاری ادویات کم زخوں پر مہیا کرتی ہیں۔ کمپنی کی دوا کا کم قیمت ہونے کا ذکر کر کے، اس کی دوا بغیر کسی لائق کے لکھنا اور کمپنی کو اس سے مطلع کر دینا، دوا ساز صنعت میں صحت مند مسابقت کو فروغ دے گا۔ کمپنیاں مریض کے مفاد میں کام کریں گی۔

## تیسرا باب

☆ ڈاکٹروں کا دوا ساز کمپنیوں سے اجتماعی مراعات لینا۔

### فصل ا: وارڈوں کی اصلاح اور مریضوں کی ضروریات کے لیے مراعات لینا۔

☆ کافرنس یا علمی سیمینار کا انعقاد کرنا اور شرکاء کے اخراجات کا بندوبست کرنا۔

☆ کم از کم پانچ شرائط کے ساتھ اجتماعی امور معاونت جائز ہے۔

۱- ڈاکٹر حضرات کے لیے مذکورہ خدمات اس نیت سے سرانجام دی جائیں کہ اس میں مریضوں کا فائدہ ہے۔

۲- ان اخراجات کا بوجھ ادویات کی قیمتوں میں اضافے کی بجائے کمپنی کے منافع پر ڈالا جائے۔

۳- اخراجات کی وصولی کے لیے ادویات کے معیار میں کوئی کمی نہ ہو۔

۴- ڈاکٹر کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ کمپنی کی ادویات ضرور لکھیں بطور شرط۔

۵- محض ان خدمات کے حصول کے لیے ڈاکٹر اس کمپنی کی غیر ضروری، غیر معیاری، اور مہنگی ادویہ تجویز نہ کریں۔ بلکہ اس کمپنی کی ادویہ یہ صرف اس وقت لکھیں جب ان کے فہم و تجربے کی روشنی میں ادویات کا استعمال زیادہ مفید ہو۔ نیز ضرورت سے زیادہ دوالکھنا بھی خیانت ہو گی۔ کمپنی اگر اداروں سے اور تنظیموں سے مل کر ڈاکٹروں کے لیے خدمات انجام دے تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ وارڈ یا ہسپتال یا کلینک میں مریضوں کے لیے کسی خدمت کا انجام دینا جائز ہے۔

بہتر ہے کہ ضرورت کا جائزہ براہ راست لیا جائے اور پھر براہ راست فراہم کی جائے۔  
 سوال نمبر ۵: کیا اجتماعی دائرے میں کارخیر کے لیے رقم، مریض کے لیے دوا، علمی اجتماعات کا انعقاد، سینماز، یا علمی تحقیقی کاموں کے قومی اور مین الاقوامی پروگرامات میں سپانسرشپ لی جاسکتی ہے۔

جواب: اجتماعی کاموں میں کارخیر کے لیے جس طرح غیر متعلقہ فردیا ادارے کی مدد لی جاسکتی ہے اس طرح میڈیکل کمپنیوں سے بھی مالی اعانت حاصل کی جاسکتی ہے۔ جہاں تک مریض کے لیے دوا کا تعلق ہے وہ صرف غریب اور مستحق مریضوں کے لیے مفت مہیا کی جانی چاہیے۔

جہاں تک سینماز، علمی اجتماعات کا انعقاد علمی اور تحقیقی کاموں کے لیے مقامی مین الاقوامی پروگراموں کی سپانسرشپ کا تعلق ہے یہ سب صورتیں مشرود طور پر جائز ہیں۔ اسی طرح خیراتی بنیادوں پر چلنے والے ٹرست کے ہسپتا لوں کے لیے Equipment بھی لیا جاسکتا ہے۔  
 سوال نمبر ۶: کیا اجتماعی دائرے کے کسی بھی قسم کے کاموں کے لیے کمپنیوں سے تعاون کی رقم لینے کی کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ یہ کام غیر شرعی نہ ہو۔ مثال کے طور پر اگر کسی اجتماعی پروگرام میں کوئی شفافیت شو منعقد کرنا ہو جس میں ناج گانے کا پروگرام ہو تو ظاہر ہے یہ کام بھی ناجائز ہے اور اس کے لیے کوئی تعاون لینا یا تعاون دینا دونوں حرام ہیں۔

جواب: اجتماعی دائرے کے کسی بھی قسم کے کام میں میڈیکل کمپنیوں سے تعاون کی رقم لینے میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ یہ کام غیر شرعی نہ ہو۔ مثال کے طور پر اگر کسی اجتماعی پروگرام میں کوئی شفافیت شو منعقد کرنا ہو جس میں ناج گانے کا پروگرام ہو تو ظاہر ہے یہ کام بھی ناجائز ہے اور اس کے لیے کوئی تعاون لینا یا تعاون دینا دونوں حرام ہیں۔

## چوتھا باب

☆ دوا ساز کمپنیوں کے نظام اور اس میں ملازم نمائندوں کی ملازمت کا شرعی حکم۔

فصل ۱: دوا کی تشهیر کے لیے کمپنی کا بجٹ بنانا

سوال نمبر ۷: کمپنیوں کی طرف سے دوا کی مارکیٹنگ یعنی تشهیر کے لیے جو رقم مختص ہوتی

ہے، اس مقصد کے لیے رقم بجٹ میں رکھنا حرام تو نہیں؟ کیونکہ اس کے ذریعے سے ہی ڈاکٹروں کو اپنی مخصوص دوائیں بخچنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

**جواب:** کمپنیوں کی طرف سے دوا کی مارکینگ یعنی تشویہ کے لیے جو رقم مختص ہوتی ہے اس مقصد کے لیے رقم کا بجٹ میں رکھنا حرام نہیں کیونکہ اس کے ذریعے سے ہی کمپنیاں ڈاکٹروں کو اپنی مخصوص دوائیں بخچنے کی ترغیب دیتی ہیں۔

جب تک ایک کمپنی اپنے Product کا تعارف ڈاکٹروں اور کیمپشنس کو نہیں کرائے گی۔ اس کے فروخت کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس لیے Marketing کے لیے ایک خاص رقم بجٹ میں رکھنا ضروری ہے اس میں کوئی غیر شرعی بات نہیں ہے۔ دنیا بھر میں ہر چیز کو فروخت کرنے کے لیے کسی نہ کسی صورت میں مارکینگ کا ذریعہ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی کمپنی مکمل طور پر غیر تجارتی بنیادوں پر رفاه عامہ کے لیے لوگوں کو سستی ادویات بغیر منافع کے بہم پہنچانے کا پروگرام بھی رکھتی ہو اسے بھی Marketing کا سہارا تو لینا ہی پڑے گا اور اس کے لیے رقم بجٹ میں مختص کرنی پڑے گی۔

**سوال نمبر ۸:** اپنے منافع میں سے مارکینگ کے لیے جو رقم کمپنیوں نے رکھی ہوتی ہے، اگر کسی ڈاکٹر کو استعمال کے لیے یہ رقم دے تاکہ وہ اس کمپنی کی دوا مریضوں کو لکھے، کیا یہ رقم لینا جائز ہے؟ اگر اس رقم سے حج و عمرہ کرایا جائے تو شرعی حکم کیا ہو گا؟

**جواب:** ایسے سفر جن کا تعلق انسان کی مالی حیثیت سے وابستہ ہے کسی بھی ناجائز ذریعے سے ایسے مقدس سفر کا سوچنا بھی نہیں چاہیے۔ کسی ڈرگ کمپنی سے اس مقصد کے لیے مالی امداد حاصل کرنا، اس کے بدلے ڈاکٹر اس کمپنی کی بنی ہوئی ادویات تجویز کرے گا۔ کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ اس معاملے میں بنیادی اصول ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ کسی کمپنی کی طرف سے کی گئی ایسی امداد یا سہولت جن کی وجہ سے ڈاکٹر زیر بار آجائے ناجائز ہے۔ کیونکہ اس سے ڈاکٹر کی وہ آزادی سلب ہو جاتی ہے۔ یعنی ڈاکٹر کو اپنی پسند کی دوا لکھتے ہوئے دیکھئے گا کہ بازار میں دستیاب ادویہ میں سب سے کم قیمت اور موثر دوا کو نہیں ہے۔ یہ

اس پر مریض کا حق ہے۔ کسی کمپنی سے مالی امداد لے کر اس کی دوا تجویز کرنے کا پابند ہو جانا یہ حق چھن جانے کے متادف ہے اس لیے کمپنی اور ڈاکٹر کے درمیان اس قسم کا معاملہ اسلامی طبی اخلاقیات کے قطعی منافی ہو گا اس رقم سے عمرہ اور حج ادا کرنا بے فائدہ اور وقت و مال کا ضیاع اور ناروا ہے۔

## فصل ۲: کمپنی کے نمائندے کی ملازمت، اس کے فرائض، اور اس کا کمیشن

سوال نمبر ۹: اسلام میں مارکینگ یعنی اپنے مال کو بیچنے کے لیے اور ان کی خوبیوں کو بیان کرنے کے لیے کمپنی کے جو ملازم ہیں کیا ان کی ملازمت جائز ہے، جبکہ وہ صرف اپنی دوا کی تعریف و توصیف اور اثر انگیزی بتاتے ہوں جو درست ہو؟

سوال نمبر ۱۰: دوسری دوا جو موثر اور سستی ہو، اگر اس کا ذکر مارکینگ والے نہ کریں تو خدا کے حضور مجرم ہوں گے یا نہیں؟

سوال نمبر ۱۱: کوئی اور مقابل دوا موجود نہ ہو تو بھی کیا یہ بیان کرنا جائز ہے؟

جواب: کمپنی تشویر کے لیے جو ملازم رکھتی ہے ان ملازمین کی حیثیت دلال (کمیشن اجنبت) کی ہے ان کی نوکری اگر کمپنی بوجس نہ ہو اور تشویر صداقت پر بنی ہو تو جائز ہے کیونکہ ان کی اجرت و قسم کی ہوتی ہے ایک یہ کہ ماہانہ تخلواہ ملے اور وہ اس میں کمپنی کی طرف سے مخصوص مارکینوں اور ہسپتا لوں کا وزٹ کریں یہ صورت بغیر اختلاف کے جائز ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ اگر اتنی دوا بیچی تو اتنا کمیشن ملے گا یہ صورت اختلافی ہے البتہ ہمارے بعض حقوقی فقہاء کرام نے تعامل کی وجہ سے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اس لیے اس میں بھی گنجائش ہے۔

اگر دوسری کمپنی کی دوا کا ذکر نہ کریں تو کوئی ذمہ داری ان پر لازم نہیں آتی، اس لیے ذکر نہ کرنے پر گنہگار بھی نہیں کیونکہ تخلواہ اس کو صرف اس ایک کمپنی کی طرف سے ملتی ہے جس کے پاس یہ ملازم ہیں۔

نیز کمپنی کو تشویر کے لیے مختص رقم اور ملازمین کی تخلواہوں کو بحث میں رکھنا جائز ہے۔

البته ڈاکٹروں کو دیا ہوا اجتماعی یا انفرادی دائرے کا تعاون دوائی کی قیمت میں رکھنا عوام کے ساتھ کمپنی کی طرف سے نا انصافی ہے۔ ان کو اپنے منافع کی رقم سے ادا کرنا چاہیے۔ یہ ایک باریک فرق ہے۔ اسلام میں یہ بالکل جائز ہے کہ ایک کمپنی اپنی مصنوعات کی مارکیٹنگ کے لیے ایسے ملازم رکھے جو اس کی مصنوعات سے لوگوں کو متعارف کرائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ الکبریٰ کا مال لے کر گئے اور ان کے لیے تجارت کی۔

اسلام میں یہ بالکل جائز ہے کہ ایک کمپنی اپنی مصنوعات کی مارکیٹنگ کے لیے ایسے ملازم رکھے جو اس کی مصنوعات سے لوگوں کو متعارف کرائیں اور ان کی اچھائیاں بتائیں۔ جھوٹ اور مبالغہ سے کام نہ لیں۔ لیکن دیانتداری کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ان مصنوعات کے نقصان سے بھی لوگوں کو آگاہ کیا جائے کہ یہ ادویہ موثر نہیں۔ ایک اچھی بات یہ ہے کہ ان کے ساتھ جو چھپا ہوا لڑپچر مہیا کیا جاتا ہے اس میں ہر طرح کی معلومات شامل ہوتی ہے یعنی Side Effects اور Contraindications اور غیرہ۔ کمپنی کی مارکیٹنگ کی ملازمت بالکل جائز اور حلال ہے۔

ایک کمپنی کے نمائندے اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ وہ دوسری کمپنیوں کی ادویہ کی بھی تعریف کریں اور نہ ہی وہ اس بات کے پابند ہیں کہ دوسری کمپنیوں کی مصنوعات اور ان کے معیار کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ ان سے تو صرف یہی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی کمپنی میں موجود سہولیات اور کوالتی وغیرہ کے بارے میں تفصیلی معلومات دیں۔ البته ایک بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اپنی مصنوعات کا تعارف کراتے ہوئے دوسری کمپنیوں کی ادویہ کے بارے میں کسی قسم کا منفی اور جھوٹا پروپیگنڈہ نہیں کرنا چاہیے۔

سوال نمبر ۱۲: کمپنیوں کو دوا بنانے، بیخنے اور اس کا بجٹ طے کرنے میں کن اخلاقیات کا خیال رکھنا چاہیے؟

جواب: ڈرگ کمپنیوں کو دوا بنانے اور فروخت کرنے کے لیے بجٹ مختص کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس معاملے میں انھی اصولوں اور ضوابط کا خیال رکھنا چاہیے جو اسلام

نے تاجر وں کے لیے مقرر کیے ہیں۔ مثال کے طور پر:

(۱) دو ایجاد کرتے ہوئے معیار کا پورا خیال رکھنا چاہیے۔

(۲) مارکینگ کرتے وقت صرف صحیح معلومات ڈاکٹروں کو مہیا کی جانی چاہیے۔ منفی صفات کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان کرنا چاہیے۔

(۳) ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تجارت پر زکوٰۃ

کی ادائیگی کا ہر سال اہتمام کرنا چاہیے۔

### فصل ۳: کمپنی کا دوا کوستا کرنے کے لیے ناجائز راستوں کا اختیار کرنا

سوال نمبر ۱۲: ایک کمپنی تیکس، کشم ڈیوٹی، یا دوسرے ذرائع سے سستی دوا بنا کر پیچھی ہے جو پر اثر بھی ہے اور دوسری کمپنی بھی وہی دوا بناتی ہے مگر مکمل ایمانداری کی وجہ سے وہ مہنگی پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں بازار کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ کیا وہ دوا بنانی چھوڑ دی جائے؟ غلط ذرائع کا استعمال کیا جائے؟ یا مہنگی دوا تیار کر کے سستی پیچ کر خود کو نقصان پہنچائے، ایسے حالات کا مقابلہ شرعاً کیسے کیا جاسکتا ہے؟

جواب: اسلام میں اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ بد دیانت کمپنیوں کے ساتھ مسابقت کرنے کے لیے ایک مسلمان ادارہ خود بھی اس طرح کی بد دیانتی میں ملوث ہو۔

ان کمپنیوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے دوسرے جائز ذرائع اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ اپنے اخراجات کم کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ اس کے باوجود اگر نقصان ہو رہا ہو تو پھر واقعی کار و بار بند کر کے کوئی اور شعبہ تلاش کرنا چاہیے۔

اصل میں اس قسم کے مسائل ایک غیر اسلامی اور بد دیانت معاشرے میں ہی پیش آتے ہیں اور اس سے اس بات کی اہمیت مزید بیساں واضح ہو جاتی ہے کہ ہر مسلمان کو اس مقصد کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے کہ دنیا میں ایک ایسا معاشرہ اور حکومت تکمیل پائے جس میں لوگوں کو رزق حلال کی اہمیت کا احساس ہو۔ یہی اس مسئلے کا حل ہے جس کے لیے کوئی Short Cut نہیں

یہ حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ جب باڑا میں قیتوں میں غبن اور ظلم شروع ہو جائے تو وہ قیتوں کا تعین کرے اور عوام کو سُستی دوا اور ستانصاف فراہم کرنے کے لیے ناجائز نیکس نہ لگائے، عدل و انصاف والی اسلامی حکومت ہوتونہ ناجائز نیکس لگیں گے اور نہ اشیاء کی قیتوں میں عوام کا استھصال ہو گا اور نہ کمپنی والوں کو مشکلات درپیش رہیں گی۔

## پانچوال باب

☆ مریض سے متعلق سوالات اور امور۔

### فصل ا: مریض کا علاج سے انکار کے شرعی حکم، علاج کی اصل ذمہ داری کس کی ہے؟

سوال نمبر ۱۲: مریض اگر دوا استعمال نہ کرے اور علاج نہ کرائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ دوامہنگی ہونے کی وجہ سے خریدے اور اس کی موت واقع ہو جائے تو اس کی موت کا ذمہ دار کون ہے؟ کمپنی یا ہسپتال، ڈاکٹر، حکومت یا وہ خود۔ کیا قرض لے کر دوا خریدے جس کے بارے میں اسے معلوم ہو کہ وہ قرض واپس نہیں کر سکے گا۔ کیا وہ بھیک مانگ سکتا ہے؟ یا کیا وہ چوری کر سکتا ہے؟

جواب: علاج سنت نبوی ہے اگر مریض دوائی استعمال نہ کرے اور مر جائے تو ترک سنت کا ارتکاب کرے گا البتہ اسے قاتل نفس نہیں کہا جائے گا اس لیے نہ وہ گنہگار ہے نہ ڈاکٹر کیونکہ دوائے صحت یا بی خلائقی نہیں ہے۔ کیونکہ مرض کا علاج تو ہے لیکن ہر مریض کا علاج نہیں۔ اس لیے علاج کے اسباب اختیار نہ کرنے پر سخت گنہگار نہیں۔

مریض اگر ناسمجھ بچہ ہے تو اس کے والدین یا سرپرست کی اجازت سے زبردستی اس کا علاج کیا جانا چاہیے۔ مثال کے طور پر اگر بچہ کا آپریشن ناگزیر ہے اور وہ اس سے انکار کر رہا ہے تو والدین کی اجازت لے کر اس کا آپریشن کر دینا چاہیے۔ یہی حکم ان بالغ افراد کا ہے جو ذہنی طور پر صحت مند نہ ہوں اور اپنے بارے میں بھلے اور برے کا فیصلہ کرنے سے قادر

ہوں۔ ذہنی طور پر صحت مند بالغ افراد کے بارے میں نبی کریمؐ کا ارشاد یہ ہے کہ ان کے انکار کرنے پر ان کا زبردستی علاج نہیں کیا جاسکتا، لیکن یہ ضرور کرنا چاہیے کہ ان کو علاج نہ کرنے کے سارے نتائج سے خبردار کر کے اس بات کا قائل کیا جائے کہ وہ علاج کے لیے آمادہ ہو جائیں۔ کسی مريض کو علاج میسر نہ آنے کے بارے میں درج ذیل نکات قابل توجہ ہیں:

(۱) ایک اسلامی حکومت میں غریب اور نادار مريضوں کو علاج اور دوا مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور یہ حکم دوسری بنیادی ضروریات (غذا، لباس، مکان) وغیرہ کا بھی ہے اس لیے حکم ہے کہ پورے ملک سے زکوٰۃ اجتماعی طور پر جمع کی جائے اور اس کے مصرف کا ایسا انتظام کیا جائے کہ اس سے نادار عوام کی ضروریات (بشمل علاج) پوری ہوں۔ اگر ایسی حکومت اور زکوٰۃ کا یہ نظام موجود ہوں اور پھر بھی کسی کو دوائی ملنے تو حکومت دوسرے ذرائع سے دوا مہیا کرنے کی ذمہ دار ہے۔ ایسی حکومت اور ایسا نظام موجود نہ ہونے کی صورت میں پہلی ذمہ داری اس نادار مريض کے اقرباء کی ہے کہ وہ اس کے علاج کے لیے وسائل مہیا کریں اور اگر اقرباء اور رشتہ دار بھی بے حد غریب ہیں تو پھر ذمہ داری اس کے ہمسایوں اور اس کی بستی میں رہنے والے لوگوں کی ہے ان سب کو مل کر حتی الوضع اس کی مدد کرنی چاہیے۔

(۲) ڈرگ کمپنی کی براہ راست ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ وہ غریب مريضوں کو براہ راست علاج بھیم پہنچائے۔ لیکن اس کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ سال بے سال تجارت پر زکوٰۃ ادا کرے اور ایسے ہسپتالوں اور اداروں کے ذریعے اس کو خرچ کرے جو غریب مريضوں کو مفت علاج فراہم کرتے ہوں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ساری زکوٰۃ اس مد میں خرچ کریں۔ زکوٰۃ کے دوسرے مصارف میں بھی یہ رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا یہی حکم ڈاکٹروں اور تجارتی بنیادوں پر چلنے والے ہسپتالوں کے لیے بھی ہے۔ اس کے علاوہ ہر سرکاری اور نجی ہسپتال کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ اس کے بحث میں ایک مذکوٰۃ اور صدقات جمع

کرنے اور اس سے نادر مریضوں کا علاج کرنے کی ضرور موجود ہو۔ اس کے لیے نصوحی طور پر عطیات جمع کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ اگر کوئی نادر مریض ان کے ہسپتال میں آیا ہے تو اسے علاج کی تمام ضروری سہولیات فراہم کی جائیں۔

## فصل ۲: مریض کا علاج کے لیے بھیک مانگنا، چوری کرنا، ادا یگلی کی استطاعت نہ ہوتے ہوئے قرض لینا۔

قرض لینا یا مفلس کے لیے درست ہے اگر ظاہری اسباب اس کے پاس ادا یگلی کے نہ بھی ہوں، کیونکہ آئندہ کیا ہو گا؟ کسی کی تقدیر بدلتے گی؟ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پتہ نہیں۔

ایسی مجبوری کے حالات میں وہ بھیک بھی مانگ سکتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے:

”حضرت قبیصہ ابن مخارق کہتے ہیں کہ میں نے ایک ایسے قرض کی ضمانت لی جو دینت کی وجہ سے تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادا یگلی قرض کے لیے سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ دن نہ ہر و جب زکوٰۃ کامال آئے گا میں تمہاری مدد کر دوں گا۔ پھر فرمایا: ”تمن اشخاص کو بھیک مانگنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ایک وہ شخص جو کسی کی ضمانت کرے اور اس پر مالی تاویں آجائے جس کی ادا یگلی کا انتظام اس کے پاس نہ ہو جیسے دیت وغیرہ۔ دوسرا وہ شخص جسے کوئی مہلک آفت پہنچ جیسے یماری، قحط، سیلا ب اور اس کا تمام مال ضائع ہو جائے وغیرہ۔ اور تیسرا وہ شخص جو فقر و افلاس کا شکار ہو جائے ان مسائل کے حل تک ان تینوں کے لیے بھیک مانگنا جائز ہے اس کے علاوہ کسی کے لیے بھیک مانگنا جائز نہیں۔ ان تینوں مجبوریوں کے علاوہ دست سوال دراز کرنے والا سود کھاتا ہے سو ڈ۔“

ایسے مجبور یمار کے لیے چوری کرنا جائز نہیں کیونکہ چوری حرام ہے اور حرام کھانے کی اجازت تب ہے جب بغیر کھائے ہلا کت یقینی ہو اور کھانے سے پختا بھی یقینی ہو۔ چونکہ پہلے ذکر

ہو چکا ہے کہ ددا کے ذریعے بیماری کا علاج کرنے سے موت کا واقع ہونا بھی غیر یقینی ہے اس لیے ایک ظنی چیز کی خاطر حرام کا ارتکاب جائز نہیں البتہ اگر یقین سے معلوم ہو کہ اس بیماری کا علاج یہی ہے تو ایسی صورت میں وہ علاج کے لیے چوری کر سکتا ہے اس نیت پر کہ موقع ملتے ہی واپس کر دوں گا اور پھر موقع ملتے ہی واپس کر کے اس شخص سے معافی مانگے جس سے چوری کی ہے تو ان شاء اللہ مو اخذہ نہیں ہوگا۔ مضطرب کے حکم میں داخل ہوگا۔

**دوسرانقطہ نظریہ ہے کہ:**

ایسے مریضوں کو قرض لے کر دو انہیں خریدنی چاہیے جس کو علم ہو کہ وہ قرض دادا نہیں کر سکتا اور نہ اس کے بعد کوئی اس کا قرض ادا کرے گا۔ ایک موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا تھا جس کے ذمے قرض تھا اور وہ اپنی زندگی میں اسے ادا نہ کر سکا۔

بھیک مانگنا اسلام میں ایک انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے۔ کسی کا اپنی دوا کے لیے بھیک مانگنا ایک توہین آمیز حرکت ہے۔ اس کی بجائے دوسرا شخص پر وقار طریقے سے لوگوں کو اپیل کرے، بھیک نہ مانگے بلکہ لوگ ایک نادار مریض کے علاج کے لیے صدقات دیں تو یہ بات اس مریض کی عزت نفس کے لیے بھی بہتر ہوگی اور دوسرا شخص کے لیے بھی اجر کا باعث ہوگی۔

**نوٹ:** یہ سلسلہ جاری ہے جس میں آپ بھی شرکت کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے جوابات Pima کے پتہ پر ارسال کر سکتے ہیں یا میل کیجیے۔

### مرتب کنندہ

Pima Center

ڈاکٹر عطا الرحمن، کوئٹہ

12, Shalimar Center

شعبہ فقہی طبی مسائل، پاکستان اسلام میڈیکل ایسوسائٹ

F-8 Markaz, Islamabad

فون نمبر 0300-9383937

Fax: 0092512261943

ای میل: dr-atta-1956@yahoo.com

Pima@ispb.pol.com.pk

[www.pima.org.pk](http://www.pima.org.pk)

## پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن

### ☆ نصب العین:

اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق انسانی زندگی کی تعمیر اور خدمتِ خلق کے ذریعے رضاۓ الہی کا حصول۔

### ☆ اغراض و مقاصد:

☆ دینی اور اخلاقی تعلیم و تربیت۔

☆ پیشہ و رانہ مہارت کا حصول۔

☆ دعوت دین۔

☆ خدمتِ خلق۔

☆ شعبہ طب کے مسائل کا حل۔

☆ طبی تعلیم اور قومی ہیلتھ پالیسی کو اسلامی خطوط پر استوار کرنا۔

## پیما پیلی کیشنز کی دیگر مطبوعات

- ۱۔ اسلامی تجھی اخلاقیات۔
- ۲۔ مبارک ہو۔ (ڈاکٹر ام کلثوم)
- ۳۔ صائم رمضان۔ صحت، مریض، مسافر
- ۴۔ پیغام تعارف۔
- ۵۔ دستور۔ پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسائیٹ۔
- ۶۔ وَاتُوا زَكْوَةً (بہترین سرمایہ کاری) (ڈاکٹر عبدالعزیز ضیاء)
- ۷۔ اللَّهُمَّ لَبِّيْكَ (ڈاکٹر عبدالعزیز ضیاء)
- ۸۔ اصول حدیث۔ ایک تعارف
- ۹۔ ماه رمضان اور انفاق فی سبیل اللہ (ڈاکٹر فضل عظیم)
- ۱۰۔ شفاء اور دعاء (ڈاکٹر عبد اللہ الحسن)
- ۱۱۔ صحت مندرجہ ذیل کیے (ڈاکٹر نجیب الحق۔ محمد عاکف)

12- ISLAMIC VIEW POINT ON  
CONTEMPORARY MEDICAL  
ISSUES.

13- PIMA CONSTITUTION - (ENGLISH).